کورونا وباء کے دوران سماجی فلاح وبہبود: قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

SOCIAL WELFARE DURING THE CORONA ERA: A RESEACH STUDY IN THE LIGHT OF QURAN & SUNNAH

ڈاکٹر احمد رضا*

ڈاکٹر سید وحید احمد**

Abstract:

Coronavirus pandemic started in the last week of February 2020 in Pakistan. In order to save the people from the Corona epidemic, a complete lockdown has been implemented across the country. All offices, educational institutions, transport and other sectors were closed. Only grocery and medical stores were allowed to operate. The government of Pakistan, the provincial governments and the country's elites, welfare organizations and religious and political parties have generously helped poor families without distinction of religion, color, race or language. People were provided with necessities, clothes, medicines and other necessities. Seeing the open expression of social welfare in Pakistan during the epidemic sent a good message to the world that the Muslims of Pakistan have an ideal role to play in serving humanity in accordance with the teachings of their religion. In this article, a research study has been done on the trend and effects of social welfare during the Corona era in the context of Islamic law.

Keywords: Coronavirus, pendemic, influence, Social welfare, trends

تعارف:

کورونا[1] وائرس ایک عالمی وباء ہے۔اس وباء کا آغاز پاکستان میں فروری 2020 کے آخری ہفتے میں ہوا[2]۔ عوام کو کورونا وبا سے بچانے کے لیے ملک بھر میں مکمل طور پر لاک ڈاؤن کا نفاذ کیا گیا۔ تمام دفاتر، تعلیمی ادارے، ٹرانسپورٹ اور دیگر شعبوں کو بند کر دیا گیا۔ صرف کھانے پینے کی اشیا کی دکانوں اور میڈیکل اسٹورز کو کام کرنے کی

*اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ پاکستان

ahmad.raza@aiou.edu.pk

**استاذ دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ پاکستان

اجازت حاصل تھی۔ کورونا کے سبب خراب معاشی صورت حال میں حکومت پاکستان، صوبائی حکومتوں اور ملک کے مخیر حضرات، فلاحی تنظیموں اور دینی وسیاسی جماعتوں نے مذہب، رنگ، نسل اور زبان کی تفریق کے بغیر غریب خاندانوں کی دل کھول کر مدد کی۔ لاکھوں خاندانوں میں مفت راشن تقسیم کیا گیا۔ لوگوں کو نقد رقم، کپڑے، دوائیاں اور دیگر سامان ضرورت پہنچایا گیا۔ وبا کے دوران سماجی فلاح و بہبود کا کھلا اظہار پاکستان میں دیکھنے کو ملا جس سے دنیا کو ایک اچھا پیغام گیا کہ پاکستان کے مسلمان انسانیت کی خدمت کو اپنے دین کی تعلیمات کے مطابق انجام دینے میں مثالی کردار کے حامل ہیں۔ اس مقالہ میں کوروناوباء کے دور میں سماجی فلاح و بہبود کے رجحان واثرات کا شریعت اسلامیہ کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ کیا گیا ہے۔ مقالہ کے اختتام پر نتائج وسفارشات بھی مرتب کی گئی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے عہد میں وباؤں کے اثرات اور ان سے متعلق تعلیمات

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی وبائی امراض نے جنم لیا۔ جب آپ ﷺ نے مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت فرمائی تو وہاں پہلے سے ہی وبا موجود تھی۔ اس دوران حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما وبا کا شکار ہو گئے۔ وبا کی شدت کی وجہ سے مکہ مکرمہ کو یاد کرنے لگے۔ اس صورت حال میں نبی کریم ﷺ نے وبا کے خاتمے کے لیے دعا یہ فرمائی:

"اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر دے جیسا کہ ہمیں مکہ کی محبت تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت عطا کر۔ اور اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے۔ اور ہمارے لیے اس کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ اور اس کے بخار کو کسی اور جگہ منتقل کر دے اسے جحفہ (گاؤں) میں بھیج دے"۔[3]

اس دعا کا اثر تھا کہ مدینۃ الرسول ﷺ اس وبا سے محفوظ ہو گیا اور صحابہ کرام تندرست ہو گئے۔ عہد نبوی ﷺ میں ایک اور وباء کا ذکر ملتا ہے جو چھ ہجری میں مدائن میں پھیلی[4]۔ جس کی وجہ سے مدائن کا بادشاہ شیرویہ[5] فوت ہو گیا۔ یہ وبا مدینہ میں نہیں تھی۔ لیکن جب اس کی خبر آپ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے اس سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے حکم فرمایا۔ امام بخاری نے روایت کیا ہے:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں

کے لیے رحمت بنادیا ہے۔ اگر کسی بستی یا شہر میں طاعون پھیل جائے اور وہاں کا باشندہ صبر کے ساتھ اللہ کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں قیام پذیر رہے۔ اور یہ عقیدہ رکھے کہ ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔[6]

وبائی امراض مثلاً طاعون وغیرہ ایک عذاب یا سزا ہوتی ہے جو کسی قوم پر مسلط کی جاتی ہے۔ جس قوم پر یہ وباء مسلط ہو جائے تو اس سے بچنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ احتیاط بیان فرمائی ہے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر یا اگلی امت پر بھیجا گیا۔ جب تم سنو کہ کسی ملک میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب تمہاری ہی بستی میں طاعون نمودار ہو جائے تو اس کے ڈر سے بھاگ کر مت نکلو"۔[7]

قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق کوئی وباء یا بیماری اپنے آپ متعدی نہیں ہوتی۔ کسی کو کسی سے بیماری نہیں لگتی بلکہ جسے بھی کوئی بیماری پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی پہنچتی ہے۔ لہذا اسے منحوس خیال کرنا یا متعدی سمجھنا درست نہیں ہے۔ البتہ ایسی بیماری یا وباء میں مبتلا مریض سے دور رہنے کا حکم احادیث میں موجود ہے جس کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے:

"چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو کا منحوس ہونا اور صفر کا منحوس ہونا یہ سب لغو خیالات ہیں۔ البتہ جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔"[8]

پاکستان میں کورونا وباء کے دوران سماجی بہبود کا رجحان

کورونا وبا (2019-2020) کے دوران پاکستان میں لاک ڈاؤن کے حالات پیدا ہوئے جس کی وجہ سے پاکستانی معیشت کو شدید دھچکا لگا۔ لاکھوں افراد متاثر ہوئے۔ بے روزگاری اور غربت میں شدید اضافہ ہوا۔ مارچ 2020ء میں ایشیائی ترقیاتی بینک کی رپورٹ میں پاکستان کو کرونا وائرس کی وبا سے متاثر ہونے والے ممالک کی فہرست میں شامل کیا۔ رپورٹ کے مطابق بدترین صورت حال میں پاکستان کی معیشت کو کرونا وائرس کی وبا سے پانچ ارب ڈالر کا نقصان ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں جن شعبوں کو زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہے ان میں زراعت، کان کنی، ہوٹلز اور ریستوران، تجارت، ذاتی اور عوامی سروسز، کاروبار اور تجارت، ہلکی اور بھاری مینوفیکچرنگ اور ٹرانسپورٹ شامل ہیں۔ اے ڈی بی کے علاوہ آئی ایم ایف کی ایک ٹیم نے بھی پاکستان کے دورے کے دوران کرونا وائرس کی وبا سے پاکستان کی معیشت کو متاثر ہونے سے متعلق تشویش کا اظہار کیا۔[9]

اس صورت حال میں نہ صرف حکومت پاکستان نے بلکہ انفرادی اوراجتماعی سطح پر صاحب ثروت افراداور فلاحی تنظیموں نے عوام کی مدد کی۔ فلاحی کاموں میں مساجد کے ساتھ ساتھ محلوں کی سطح پر بھی انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے غریب خاندانوں کی مدد اس انداز میں کی گئی کہ کسی کو یہ معلوم بھی نہیں ہو سکا کہ یہ مدد کس کی جانب سے کی جارہی ہے، دینے والا کون ہے اور لینے والا کون ہے[10]۔ حکومت پاکستان نے احساس پروگرام کے تحت لاکھوں خاندانوں میں رقوم تقسیم کیں۔[11]

پاکستان میں کروناوائرس لاک ڈاؤن کے باعث کاروبار، صنعتیں، سیاحتی اور مذہبی مقامات بند ہوگئے۔ اس صورتحال سے ہر طبقے کے لوگ متاثر ہوئے تاہم سب سے زیادہ پریشانی غریب محنت کش طبقے کو اٹھانا پڑی۔ لاک ڈاؤن کے نتیجے میں غریب مزدور افراد کے گھروں میں فاقہ کشی کی نوبت آگئی۔ اس کڑے وقت میں انسانی زندگیاں بچانے کے لیے غریب افراد تک راشن، ادویات اور ضروری سامان زندگی پہنچانا ضروری ہوگیا۔ اس موقع پر فلاحی اداروں کی خدمات انتہائی لائق ستائش اور قابل تحسین رہیں۔ ان فلاحی اداروں نے ڈسپنسریز، فارمیسیر، لیبارٹریز و کلیکشن پوائنٹس کے علاوہ عوام کو صاف پانی کی فراہمی کے لیے واٹر فلٹر پلانٹس، کفالت یتیم، تعلیمی وظائف جاری کیے اور نادار گھرانوں میں راشن تقسیم کیا۔[12]

کورونا کے دوران مختلف سماجی تنظیموں اور مخیر حضرات نے عوام کی مدد کے لیے راشن کی تقسیم کا مربوط طریقہ متعارف کرایا۔ متاثرین کو کارڈ فراہم کیے گیے۔ ان میں راشن تقسیم کیا گیا۔ کئی لاکھ گھرانوں کو مرحلہ وار راشن بیگ دیے گئے۔ ہسپتالوں میں کورونا سے بچاؤ کے سامان سمیت آکسیجن، کھانا اور دیگر اشیائے ضروریہ مفت فراہم کیے گئے۔[13]

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ اپنا کام خود کرتے، جانوروں کو اپنے ہاتھوں سے چارہ ڈالتے، اونٹ باندھتے، گھر کی صفائی فرماتے، سودا سلف خریدتے، دست مبارک سے کپڑوں میں پیوند لگاتے، سلام کرنے میں پہل فرماتے، جوتا خود گانٹھتے تھے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کے ان کاموں کو دیکھتے ہوئے اس مشکل وقت میں ہمارے لیے سب سے بڑا سبق یہی ہے کہ ہمیں اپنا کام اپنے ہاتھوں سے خود کرنا چاہیے اور ان دنوں میں اپنے ہاتھوں سے کرنے والا سب سے بڑا اور افضل کام یہی ہے کہ باہر نکلیں اور کمزوروں کی مدد کریں۔ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت ﷺ میں موجود تھے ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کوئی ہے جو آج رات اس شخص کی میزبانی کرے۔ ابو طلحہ انصاری اس شخص کو اپنے گھر لے گئے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے

مہمان ہیں ان کی خدمت کرنی ہے۔ بچوں کے حصے کا کھانا اس مہمان کی خدمت میں پیش کیا گیا اور گھر والے بھوکے سو گئے۔[14]

حضرت انس بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے یا اپنے پڑوسی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔[15]

نبی کریم ﷺ نے پڑوسیوں کے حقوق کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ پڑوسی کا تم پر یہ حق ہے کہ اگر پڑوسی کسی بیماری میں مبتلاء ہو جائے تو اس کی عیادت و خبر گیری کرو، اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو اور اگر کسی ضرورت وغیرہ سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو اور اگر کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اس کو کوئی نعمت ملے تو مبارک باد دو اور اگر کسی مصیبت کا شکار ہو جائے تو تعزیت کرو اور اپنی عمارت کو اس کی عمارت سے اس قدر بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور تمہارے ہانڈی کی مہک اس کے لیے تکلیف کا باعث ہو اور اس میں سے تھوڑا سا کچھ سالن اس کے گھر بھی بھیج دو یعنی اگر گھر میں کوئی لذیز و خوش ذائقہ چیز بنے اس صورت میں یا تو اس کے گھر بھی کچھ سالن پہنچاؤ یا پھر اس کی خوشبو پڑوس کے گھر تک نہ جائے۔[16]

غور و فکر کا دائرہ وسیع کیجیے کہ کتنے لطیف پیرائے میں پڑوس میں بسنے والے انسانوں کو متنبہ کیا گیا ہے۔ گھر کی دیوار اتنا بلند کرنا جو ہمسائے کی ہوا کو روکنے کا سبب بن جائے، اور گھر میں پکنے والی مرغوب چیز کی مہک گھر سے باہر نہ جانے پائے کہ اس وجہ سے پھول جیسے ناسمجھ بچوں کے دل میں اس کی طمع و لالچ پیدا ہو گی جو ان کے لیے باعث تکلیف ہے۔ یا پھر ان کے گھر بھی پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہ احادیث ہمیں ضرورت مندوں کا خیال رکھنے کا سبق دیتی ہیں۔

کورونا کے دنوں میں ہر دوسرا گھر مشکل میں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرتے ہوئے ہر ضرورت مند تک پہنچیں۔ اپنی ذمہ داری نبھائیں اور بھوکوں کو کھانا کھلائیں۔ جسے مالی مدد کی ضرورت ہے اس کی مالی مدد اور جسے کھانے کی ضرورت ہے اسے کھانا اور جسے دونوں چیزوں کی ضرورت ہے اسے دونوں چیزیں پہنچائیں۔ ان شاء اللہ ہم کسی ضرورت مند کو حکومت کے سر پر نہیں چھوڑیں گے بلکہ ہم خود مل کر سب تک پہنچیں گے۔ یاد رکھیں ایسا کرنے سے نہ تو عزت میں کمی ہو گی نہ دولت اور خزانہ کم ہو گا بلکہ نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہر چیز میں اضافہ یقینی ہے کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔[17]

سماجی فلاح و بہبود کی قرآنی تعلیمات

سماجی فلاح و بہبود دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ کسی ضرورت مند کی کفالت کرنا، کسی کو تعلیم دینا، تعلیمی و رفاہی ادارہ قائم کرنا، کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ان جیسے کئی امور سماجی بہبود میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے سماجی فلاح و بہبود کے دائرے کو صرف مسلمانوں تک محدود رکھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی انسانی ہمدردی و حسن سلوک کو لازم قرار دیا اور رنگ و نسل اور مذہب و ملت کی تفریق کے بغیر انسانوں کی فلاح کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری اور بھلائی کے جتنے بھی طریقے ہو سکتے ہیں وہ اختیار کرنے چاہییں۔ جو لوگ اللہ کی مخلوق کو راحت، سکون، آرام اور آسانی پہنچاتے ہیں، پوشیدہ و علانیہ اللہ کے بندوں پر خرچ کرتے ہیں اور لوگوں سے عفو و درگذر کرتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[18]

"جو لوگ پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں سے عفو و درگذر کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اللہ کی راہ میں اور اللہ کے بندوں پر خرچ کیا ہوا مال اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کا درجہ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مال کو اپنے اوپر قرض قرار دیتا ہے حالانکہ وہ قرض لینے سے پاک ہے۔ اسے قرض لینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ وہ تو کائنات کے ذرے ذرے کو اس کی ضرورت کے مطابق وافر رزق عطا فرماتا ہے۔ یہ تو محض اس کا کرم ہے کہ وہ اس مال کو اپنے اوپر قرض کے طور پر لیتا ہے اور اس کے بدلہ میں سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے۔ پروردگار عالم کا فرمان ہے:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ[19]

کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے تو وہ اسے دگنا عطا کرے گا اور اس کے لیے عزت والا اجر ہوگا۔

متذکرہ بالا قرض کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِئَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ[20]

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے اموال کو اللہ کے راستے میں، ان کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس نے سات ایسے خوشے اگائے کہ ہر خوشہ میں سو دانے ہیں۔ اور اللہ جس کے لیے چاہے اسے دگنا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اسلام نے مالداروں کے مال و دولت میں غریبوں کا حق رکھا ہے جس کی بابت فرمان باری ہے:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ () لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ [21]

اور ان لوگوں کے مال میں سائل اور محروم شخص کا مقرر شدہ حق ہے۔

مال و دولت کی صحیح اور منصفانہ تقسیم کا اہم ترین ذریعہ زکوۃ کی ادائیگی ہے جس کی شرح ڈھائی فیصد شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے مقرر کی ہے۔ اس کے مصارف یعنی مستحقین کی تعداد آٹھ ہے جس کا ذکر سورہ توبہ میں یوں ہوا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [22]

یقیناً صدقات فقراء اور مساکین اور صدقات جمع کرنے والے عاملین اور مولفۃ القلوب کے لیے ہیں۔ اور صدقات غلاموں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کا قرض ادا کرنے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لیے ہیں۔ یہ اللہ کا مقرر شدہ فرض ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

مال و دولت کی تقسیم کا ایک اور ذریعہ غریب و بے سہارا لوگوں کو کھانا کھلانا بھی ہے۔ کھانا کھلانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ یہ انبیاء و صالحین کی سنت ہے۔ قرآن و سنت میں اس کی رغبت دلائی گئی ہے اور اس کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا () إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا () [23]

اور وہ لوگ اللہ کی محبت میں محتاج، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تو محض اللہ کی رضا کیلئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ کے خواہشمند ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا کہ میرے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ یہ فرمان مصطفی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے:

اے لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور اس وقت نماز (صلوۃ اللیل) پڑھو جب لوگ نیند میں ہوں۔ (ان اعمال کے سبب) تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔ 24

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام کو عام کرو اور امن و سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔[25]

سماجی بہبود کا ایک اور ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قیمتی اور پیاری چیز خرچ کرنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا فضل حاصل ہوتا ہے۔ حکم ربی ہے:

تم ہرگز نیکی کا کمال حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ اور جو چیز تم اس کی راہ میں خرچ کرتے ہو تو بے شک اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے۔[26]

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ مدینہ منورہ کے بہت بڑے تاجر اور مالدار صحابی تھے۔ انہیں اپنا "بیر روحاء" نامی باغ بہت پسند تھا۔ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی تو انہوں نے خاتم الانبیا ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنے تمام مال میں یہ باغ بہت پسند ہے اور میں اس باغ کو رب تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے وہ باغ صدقہ کر دیا۔[27]

اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ نیکی، پرہیز گاری، بھلائی اور خیر کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ معاشرتی تعاون کریں۔ گناہ، ظلم اور زیادتی میں کسی سے تعاون نہ کریں۔ بلکہ گناہ اور برائی سے لوگوں کو روکیں اس لیے کہ یہ بھی خدمت خلق ہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔[28]

سیرت رسول ﷺ میں سماجی فلاح و بہبود کی تعلیمات

سماجی فلاح و بہبود کے جذبہ کے کئی خوبصورت مظاہر ہیں مثلاً ہم کسی اچھے کام میں ایک شخص سے تعاون کرتے ہیں۔ وہ اگر مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو ہم اس کی مدد کرتے ہیں۔ وہ کہیں زیادتی کرنے لگتا ہے تو ہم اسے عمدہ طریق سے روک لیتے ہیں۔ ہمارا طرز عمل اس طرح کا ہے کہ ہم دوسروں کے لیے نقصان دہ نہیں ہیں۔ ہماری ذات سے لوگوں کو فائدے ہی پہنچتے ہیں۔ یہ سماجی فلاح و بہبود کے مظاہر ہیں جنہیں حضور انور ﷺ نے امت کی تعلیم و تربیت کے لیے بیان کیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

حضرت ابی امامہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کی خاطر منع کیا تو یقیناً اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔[29]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ محتاج عورت اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں مجاہد کی طرح ہے۔[30]

حضرت ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے کنارہ کرتا ہے۔ اور جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے تا اللہ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان سے ایک دکھ دور کیا تو اللہ نے اس سے قیامت کے دکھوں سے ایک دکھ دور کر دیا۔ اور جس نے کسی مسلمان پر پردہ ڈالا تو اللہ نے اس پر قیامت کے روز پردہ ڈالا۔[31]

ان احادیث سے وہ فلاحی بہبود بخوبی عیاں ہو جاتی ہے جسے ایک فلاحی معاشرے کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث میں سماجی بہبود کے تمام امکانی پہلو واضح فرما دیئے ہیں۔ کتب حدیث کے اوراق ان ہدایات سے بھرے پڑے ہیں جن سے ایک اچھی معاشرت قائم ہو سکتی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماجی بہبود کی محض زبانی تعلیم نہیں دی بلکہ اس کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی خدمت خلق سے عبارت ہے۔ وحی کے نزول سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت خلق میں مشہور تھے، بعثت کے بعد خدمت خلق کے جذبہ میں مزید اضافہ ہوا۔ مسکینوں کی مدد، کمزوروں کی دادرسی اور مفلوک الحال لوگوں پر رحم و کرم کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال خوبیاں تھیں۔ حلف الفضول میں شرکت، غیر مسلم بڑھیا کی گٹھری اٹھا کر چلنا، دشمنوں کے لیے عام معافی کا اعلان اور مدینہ منورہ کی باندیوں اور معصوم بچوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے کام کروالینا سماجی بہبود کی روشن مثالیں ہیں۔

محتاجوں کی امداد

ام المومنین حضرت خدیجہؓ مکہ کی مالدار تاجر خاتون تھیں۔ بعثت سے پہلے آپ ﷺ ان کا مال تجارت لیکر جاتے۔ آپ ﷺ امانت و دیانت اور صداقت کے اصولوں پر عمل کر کے زیادہ نفع حاصل کرتے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر آپ سے نکاح کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ اعلان نبوت سے پہلے ہی صادق اور امین مشہور تھے۔ مکہ والے اپنے تنازعات کے حل کے لیے آپ کو ثالث بنایا کرتے۔ وحی کے نزول کے موقع پر جب آپ ﷺ مضطرب ہو گئے تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو دلاسا دیا اور کہا:

اللہ کی قسم! اللہ کبھی آپ کو بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ قریبی رشتے داروں سے میل جول کرتے ہیں۔ کمزور اور ناتواں افراد کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو اس کی دست گیری کرتے ہیں۔[32]

رحمۃ للعالمین ﷺ نے صرف حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ عملی طور پر خود بھی غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور ضرورتمندوں کی مدد کر کے نمونہ قائم کیا۔ ایک مرتبہ امام الانبیا ﷺ مسجد نبوی میں تشریف

فرماتھے کہ ایک عورت اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ صحابہ کرام کے درمیان سے اٹھ کر اس عورت کے پاس گئے اور کافی دیر تک مسجد کے صحن میں اس کی باتیں سنتے رہے اور اسے مطمئن کر کے اسے بھیج دیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ حاجت مندوں کی مدد کیلئے میں مدینہ کے دوسرے سرے تک جانے کیلئے تیار ہوں۔[33]

سماجی تعاون

مصیبت و آفت کے موقع پر غیر مسلموں کی اعانت کرنا اور ان کے ساتھ ہمدردی و تعاون کرنا آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان غیر مسلم افراد کی بھی اعانت و فریاد رسی فرمائی جنہوں نے مسلمانوں پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے تھے۔ رد المحتار میں علامہ ابن عابدین شامی نے لکھاہے: ایک سال مکہ مکرمہ کے لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کو پانچ سو دینار روانہ کیے تا کہ وہ اہل مکہ کے ضرورت مندوں اور محتاجوں میں تقسیم کریں۔[34]

خلاصہ

اکیسویں صدی میں کورونا وائرس ایک عالمی وبا کے طور پر نمودار ہوا اور پوری دنیا کو اس نے شدید متاثر کیا ہے۔ لاکھوں انسان موت کا شکار ہوئے اور کروڑوں لوگ بیمار ہوئے ہیں۔ عالمی سطح پر معیشت بدحال ہوئی ہے۔ غربت، مہنگائی اور بے روزگاری میں شدید اضافہ ہوا ہے۔ لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ پوری دنیا نے ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔ بالخصوص پاکستان میں سماجی بہبود کا رجحان بہت دیکھا گیا ہے۔ مخیر حضرات اور حکومت نے بھی غریب لوگوں کی مدد کی ہے۔ پڑوسیوں نے پڑوسیوں کے ساتھ بھرپور تعاون کیا ہے۔ اس سے یہ سبق بھی ملا کہ اگر کوئی قدرتی آفت و مصیبت ہمارے مسلم یا غیر مسلم پڑوسیوں پر آجائے تو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی دی ہوئے تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ یہی انسانیت ہے اور اسی کا انسانوں سے مطالبہ ہے۔

نتائج و سفارشات

1. کورونا وائرس ایک عالمی وبا ہے جس کے نتیجے میں کروڑوں انسان متاثر ہو چکے ہیں۔
2. اس وبا نے انسانی طرز زندگی کو تبدیل کر ڈالا ہے۔
3. اس وبا سے عالمی معیشت کو شدید نقصان ہوا ہے جس کے باعث غربت اور بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔

4. اس وبا کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ انسانوں میں باہمی تعاون و ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔
5. سماجی فلاح و بہبود کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے اور غریبوں کی مالی امداد کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔
6. مسکینوں، مفلوک الحال لوگوں، محتاجوں، بے کسوں اور کمزوروں کی دل و جان سے مدد کی گئی ہے۔
7. سماج کے با اثر افراد، تنظیمیں اور ادارے سماجی بہبود کے میدان میں آگے آئے ہیں اور دنیا کو اپنے عمل سے انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا ہے۔
8. موجودہ دور میں سماجی فلاح و بہبود کا فروغ صرف حکمرانوں اور فلاحی اداروں کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ عوام کو بھی اپنی یہ ذمہ داری نبھانی چاہیے۔
9. ہر طرح کے مشکل حالات میں حکومت اور عوام کو ایک دوسرے کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔
10. جب تک کورونا ختم نہیں ہو جاتا سماجی بہبود کا کام ہر سطح پر جاری رہنا چاہیے۔

حوالہ جات:

---

[1]۔ Coronavirus disease 2019 (COVID-19) is defined as illness caused by a novel coronavirus now called severe acute respiratory syndrome coronavirus 2 (SARS-CoV-2; formerly called 2019-nCoV), which was first identified amid an outbreak of respiratory illness cases in Wuhan City, Hubei Province, China accessed on www.medscape.com/27.01.2021

[2]۔ https:// www.ncbi.nlm.nih.gov-accessed on 27.01.2021

[3]۔ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، المکتبۃ الشاملہ، کتاب المرضیٰ، باب من دعا برفع الوباء والحمیٰ، حدیث نمبر ۵۶۷۷

[4]۔ یحیٰ بن شرف نووی، شرح صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۳۴ھ، ج ۱، ص ۱۰۶

[5]۔ نبی کریم ﷺ نے چھ ہجری میں دنیا کے بادشاہوں کو خطوط بھیجے جن میں اسلام کی طرف ان لوگوں کو بلایا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ ایک خط فارس کے بادشاہ پرویز کو بھی لکھا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے خط کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ محمد ﷺ نے اپنے نام کو میرے نام سے پہلے کیوں لکھا۔ پرویز نے اپنے علاقے کے گورنر باذان کو حکم دیا کہ تم دو چالاک آدمیوں کو بھیجو وہ جا کر نبوت کے اس دعوی دار کو تمہارے پاس لائیں۔ چنانچہ باذان نے دو آدمی آپ ﷺ کے پاس بھیجے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے پاس مدینہ میں آکر بڑی بے باکانہ تقریر کی اور کسری کے پاس جانے کا کہا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ کل آدھی رات کو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے

مارڈالا ہے۔ اس کی خبر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو دیدی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: علی بن برہان الدین حلبی، ام السیر ،المعروف سیرت حلبیہ، مترجم: محمد اسلم قاسمی، داراشاعت، کراچی، ۲۰۰۹ء، ج۳، ص ۲۳۴

[6]۔ بخاری، الجامع الصحیح، المکتبۃ الشاملہ، کتاب احادیث الانبیا، باب، حدیث نمبر ۳۴۷۴

[7]۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح مسلم، المکتبۃ الشاملہ، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ والکھانۃ ونحوھا، حدیث نمبر ۵۷۷۲

[8]۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الجذام، حدیث نمبر ۵۷۰۷

[9]۔ روزنامہ ڈیلی پاکستان، کراچی، ۱۹مارچ ۲۰۲۰ء

[10]۔ روزنامہ جنگ، کراچی، ۲۳مارچ ۲۰۲۰ء

[11]۔ روزنامہ جنگ، کراچی، ۳۰نومبر ۲۰۲۰ء

[12]۔ روزنامہ ڈیلی پاکستان، کراچی، ۲۱اپریل ۲۰۲۰ء

[13]۔ روزنامہ ایکسپریس، کراچی، ۲مئی ۲۰۲۰ء

[14]۔ طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، معجم الکبیر، دارالعلم، بیروت، ۱۴۳۲ھ، ج۱، ص ۱۹۴

[15]۔ القشیری، الجامع الصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ، حدیث نمبر ۵۰

[16]۔ طبرانی، معجم الکبیر ج۱۲، ص۱۷۸

[17]۔ روزنامہ نوائے وقت، ملتان، ۲۰اپریل ۲۰۲۰ء

[18]۔ القرآن، سورۃ ال عمران، آیت ۱۳۴

[19]۔ القرآن، سورۃ الحدید، آیت ۱۱

[20]۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۲۶۱

[21]۔ القرآن، سورۃ المعارج، آیت ۲۴۔۲۵

[22]۔ القرآن، سورۃ التوبہ، آیت ۶۰

[23]۔ القرآن، سورۃ الدھر، آیت ۸۔۱۰

[24]۔ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، المکتبۃ الشاملہ، کتاب صفۃ القیامۃ، حدیث نمبر ۲۴۸۵

[25]۔ ایضاً، کتاب الاطعمۃ، باب فضل اطعام الطعام، حدیث نمبر ۱۸۵۵

[26]۔ القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۹۲

[27]۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، حدیث ۲۱۶۶

[28]۔ القرآن، سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۲

[29]۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، المکتبۃ الشاملہ، کتاب السنۃ، حدیث نمبر ۶۴۳

[30]۔ ترمذی، سنن ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی فضل الاحسان الی الارملہ، حدیث نمبر ۴۱۱

[31]۔ ایضاً، ابواب المظالم والقصاص، باب لایظلم المسلم المسلم، حدیث نمبر ۳۳۰

[32]۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی، حدیث نمبر ۳

[33]۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب المواخات، حدیث نمبر ۴۸۹۳

[34]۔ شامی، محمد امین ابن عابدین، ردالمحتار، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۲۰۱۰ء، ج ۲، ص ۳۴۲